

ڈاکٹر محمد حسین منظر صدیقی

تحقیق و تنقید

اسفار و غزوات نبوی میں ازواج مطہرات کی رفاقت

سیرت نبوی کا ایک اہم باب اور دلائل ویز مرقد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسفار بابرکات کا مطالعہ ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی و درحیات میں تبلیغی، مذہبی اور فوجی اغراض و مقاصد سے بہت سے اسفار کیے جن کو عام طور سے اصطلاحی معنوں میں ”غزوات“ کہا جاتا ہے۔ کم فنی اور لاعلمی کے سبب ان غزوات نبوی کو محض ”فوجی مہمات“ ہی سمجھ لیا گیا ہے اور ان میں خالص دینی اور مذہبی سفروں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ جیسے عمرہ حیدریہ، عمرہ القضاء اور حج ابو بکر صدیق اور حجۃ الوداع بھی ہماری کتب سیرت میں خاص کر قدیم مصادر اور اصلی مآخذ میں بطور غزوات ہی بارپائے اور شمار کیے جاتے ہیں۔ البتہ جدید مطالعات میں سے بعض کے اس شرف کا اعتراف کرتا چاہیے کہ ان میں ”غزوات“ و ”سراپا“ کی مقصدی نوعیت کا کسی حد تک تجزیہ ضرور کیا گیا ہے، اگرچہ ابھی کامل تجزیہ و تحلیل کا موقع باقی ہے۔

ان ہی اصطلاحی غزوات نبوی یا اسفار نبوی کا ایک خوبصورت پہلو اور دلنشین زاویہ یہ ہے کہ ان میں سے متعدد مواقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی شریک سعادت اور سہیم مصاحبت ہوئیں اور بعض مواقع پر دوسری صحابیات نے بطور ”مجاہدات“ شرکت و معیت کا شرف پایا اور خاص مواقع یا بحرانی صورتوں میں انہوں نے اپنی موجودگی اور حاضری سے مجاہدین اور ان کے قائد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر پھیا ہار رکھا اور مرہم ہمدردی و دوائے تسلی کا نسخہ شفا استعمال کیا۔ اصلی مصادر و مآخذ اور ثانوی کتب سیرت و سوانح میں ان تمام حسین و جمیل پہلوؤں کی طرف اشارے یا بعض حالات میں تفصیلات ضرور دستیاب ہیں۔ لیکن ان کو بجا کر کے سیرت طیبہ کے اس محبت انگیز سنت کا مطالعہ نہیں کیا گیا۔ اس مختصر مقالہ کا اصل ہدف تحریر یہ ہے کہ اسفار نبوی میں ازواج مطہرات کی شرکت کی تفصیلات کو جمع کر کے اس باب سیرت کو مکمل کیا جائے۔

ابھی تک غزوہ بدر میں ازواج مطہرات کی شرکت و شمولیت کی کوئی روایت نہیں مل سکی ہے اور نہ غزوہ بدر سے قبل کے تمام غزوات۔ البواہر، بواط، بدر ادا۔

ذوالعشرہ — میں بھی جن کو اصطلاحاً اولین مہمات کا نام دیا جاتا ہے ان کی شرکت کا کوئی

ثبوت یا قرینہ ہاتھ آیا ہے۔ بعض شاذ روایات میں ابتدائی غزوات کی تعداد چار سے زیادہ تھی ۳۷۔ بہر حال پہلا غزوہ جس میں امہات المؤمنین اور بعض دوسری صحابیات کی شرکت کا ثبوت ملا ہے وہ غزوہ احد ہے اور وہ بھی اصل غزوہ میں نہیں بلکہ مسلمانوں کی شکست اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پہنچنے کی بحرانی حالت کی صورت میں۔

واقعی اور دوسرے سیرت نگاروں کے مطابق اس ہولناک خبر کے سننے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صحابیات کی ایک جماعت (نسوة) کے ساتھ خبر کی اصلیت کا پتہ لگانے نکلیں اور وہ جب حرمہ کے کنارے پہنچیں جو بنو حارثہ کی طرف سے وادی کے راستے پر تھا تو ان کی ملاقات حضرت ہند بنت عمرو بن حرام سے ہوئی جو ایک اونٹ پر اپنے شوہر حضرت عمرو بن الجموح اور فرزند خلداد بن عمرو اور اپنے بھائی حضرت ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام کی نعشیں لے جا رہی تھیں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر و عافیت اور مسلمانوں کی شہادت کا علم ہوا کہ کچھ آگے چل کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی ساتھی مجاہدات کی ملاقات حضرت السیراء بنت قیس / بنو دینار سے ہوئی جن کے دو فرزندوں حضرات النعمان بن عبد عمرو اور سلیم بن حارث کی شہادت پر تعزیت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کی ۳۸۔ اس طرح وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی تدفین کرنے کے بعد جناب الہی میں دعائے مغفرت و عافیت کی تو آپ کے ساتھ چودہ عورتیں موجود تھیں۔ جنہوں نے مردوں کی صف کی پیچھے صف بنا کر دعائیں شرکت کی ان خواتین اسلام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ بتول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں جنہوں نے میدان احد پہنچ کر اپنے والد گرامی قدر کے زخمی چہرے اور شکستہ بدن سے لپٹ کر تسلی و تسفی دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کا علاج و مداوا کیا ۳۹۔ ان کے اپنے اپنے زخم تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر و عافیت دیکھ کر ہر مصیبت ہلکی اور قابل برداشت بن گئی تھی کہ ”اصل حیات“ محفوظ و مامون تھی ۴۰۔

غزوہ بنی المصطلق یا مرسیع پہلا غزوہ ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی باقاعدہ شرکت کا پتہ چلتا ہے۔ واقعہ انک کے حوالہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ مرتبہ بیان ملتا ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے جس کے نام کا قرعہ نکلتا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لے جاتے۔ جنگ بنو مصطلق کو جاتے وقت جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ کا نام نکلا اور وہ آپ کے ساتھ اس غزوہ میں روانہ ہوئیں اور پورے غزوہ میں شریک رہیں اور مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے دوران وہ واقعہ انک پیش آیا

جس کا ہدف حضرت عائشہ صدیقہ کی ذات بابرکات تھی لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات مبارکہ کے ذریعہ اس الزام سے بری کر دیا اور ان کی عفت و عصمت اور پاکیزگی و طہارت کی وہ گواہی دی جس کو تمام مسلمان تا قیام قیامت اپنی اپنی زبانوں سے دہراتے اور حضرت عائشہ کی طہارت کی تصدیق و تقدیس کرتے رہیں گے۔ احادیث میں صرف حضرت عائشہ صدیقہ کی شرکت غزوہ اور سفر نبوی میں معیت نبوی کی سعادت حاصل کرنے کا ذکر لیکن اصحاب سیرت و سوانح نے خاص کر واقفی نے ایک دوسری زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ کی شرکت سفر کا ذکر کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مریض کے چشمہ پر پہنچے تو آپ کے لیے چڑے کا نیمہ لگا باگیا اور آپ کے ساتھ آپ کی ازواج طہرات میں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ تھیں۔ واقعہ ایک کے بیان واقفی میں اس کا اضافہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے کہ سفر یا حضر میں حضرت عائشہؓ آپ سے جدا نہ ہوں، لہذا مریض کے غزوہ کا ارادہ جب آپ نے فرمایا تو ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی اور اس میں میرا اور حضرت ام سلمہ کا تیر نکلا اور ہم دونوں آپ کے ساتھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو المصطلق کامل اور جان بطور عنایت عطا فرمایا اور پھر ہم واپس لوٹے واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری زوجہ مطہرہ حضرت جویریہ بنت الحارث خزاعی بھی ساتھ تھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کے اختتام پر ان سے نکاح کر لیا تھا اور ان کو اپنی دونوں ازواج مطہرات کے ساتھ واپس مدینہ منورہ لائے تھے۔ ان کے نکاح کا واقعہ اہل سیرت نے خاصی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت جویریہ بہت خوبصورت اور دلاویز خاتون تھیں جو ان کو دیکھتا اس کا دل اس کے ہاتھ سے نکل جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہی تشریف فرما تھے کہ وہ آپ سے اپنی رقم مکاتبت کے سلسلہ میں انداد حاصل کرنے آئیں اور حضرت عائشہ کو ان کی آمد ناگوار گزری کہ نسوانی حساسیت نے ان کو یقین دلا دیا کہ وہ زوجہ نبوی بن کر رہیں گی اور بالآخر ایسا ہی ہوا اور وہ ساتھ ہی مدینہ آئیں۔

شیخین کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کا ارادہ کیا اور آپ نے حسب معمول ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کی تو حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں امہات المومنین کے اسماء گرامی نکلے وہ دونوں اس سفر مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم رکاب رہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے قریب رہتے۔ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہو جاؤں۔ حضرت عائشہؓ راضی ہو گئیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے

قریب آئے تو اس پر حضرت حفصہ کو سوار پایا اور ان کو سلام کر کے ان کے ساتھ ہی چلتے رہے۔ کچھ دیر بعد مسلمانوں نے قیام کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب نہ پا کر پیروں پر اذخر گھاس ڈال لی اور کہنے لگیں اے میرے رب! مجھ پر کسی بھو یا سانپ کو مسلط کر دے کہ وہ مجھے کاٹ کھائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کچھ کہہ نہیں سکتی کہ وہ تیرے رسول ہیں و البتہ اپنے آپ کو کوس سکتی ہوں یہ اہل سیر کا بیان ہے کہ جنگ خندق کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے کام سے فارغ ہونے کے بعد دبر سلع کے مقام پر قیام فرمایا اور اپنے لیے ایک خیمہ چرمی لگوایا جو جبل احزاب کے زیریں حصہ کے پاس واقع مسجد اعلیٰ سے متصل تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ازواج مطہرات کو تو بنو حارثہ کی گڑھی میں بھیج دیا تھا مگر آپ کی تین ازواج طاہرات باری باری سے آپ کے ساتھ قیام فرما ہوتی تھیں۔ چند روزہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رہیں، پھر ان کی جگہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور پھر حضرت زینب بنت جحش آجاتی تھیں۔ پورے زمانہ خندق کے دوران اسی طرح باری باری ان تینوں ازواج مطہرات کے ساتھ آپ قیام فرما رہے۔ اسی زمانے کا ایک واقعہ واقعی نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں اور کسی وقت آپ کا ساتھ نہیں چھوڑتی تھیں۔ حالانکہ وہ شدید سردی کا زمانہ تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ بنفس نفیس خندق کی حفاظت و نگرانی فرماتے تھے اور اپنے قبہ میں جتنی اللہ تعالیٰ توفیق فرماتا نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر خیمہ سے باہر گئے اور زور سے فرمایا کہ آپ کی آواز حضرت ام سلمہ کے کانوں تک خیمہ میں بھی پہنچی کہ یہ مشرکوں کا شمسوار دستہ خندق کا چکر لگا رہا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباد بن بشر اور ان کے محافظ دستوں کو مشرک دستے کی حرکات و سکنات سے باخبر کیا اور جب مطمئن ہو گئے تو خیمہ میں آکر سو گئے۔ حضرت ام سلمہ اس دوران جاگتی رہیں حتیٰ کہ فجر ہو گئی۔ حضرت ام سلمہ نے اسی قیام کے دوران اپنا دوسرا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ میں آدھی رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبہ میں موجود تھی اور آپ استراحت فرما رہے تھے کہ آواز ہنگام آئی۔ آپ نیند سے بیدار ہو کر خیمہ سے باہر گئے اور محافظوں سے اس شور کے بارے میں گفتگو کرنے لگے جس نے آپ کو جگا دیا تھا۔ حضرت عباد کو آپ نے معلومات حاصل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ام سلمہ بھی قبہ کے دروازے پر آکر کھڑی ہو گئیں اور ان کی باتیں سنتے لگیں۔ اس رات مشرکوں نے کئی بار مسلم فوج پر حملہ کیا مگر ہر بار مار کھائی۔ حضرت ام سلمہ اس رات کی بات بعد میں بیان کر کے فرمایا کرتی تھیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی غزوات میں شریک ہوئی جن میں جنگ اور خوف کا راج رہا لیکن ہمارے نزدیک خندق سے زیادہ اور کوئی موقع زیادہ تھا دینے اور خوفزدہ کرنے والا نہیں تھا۔ حضرت ام سلمہ نے اس ضمن میں جن غزوات

میں شریکت کی تصریح کی ہے ان میں مرثعہ، خیبر، حدیبیہ، فتح مکہ اور حنین کے غزوات کے نام شامل ہیں اللہ
واقعی نے حضرت ام سلمہ کا تیسرا واقعہ اسی غزوہ کا یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام عامر بنو عبد اللہ
کی خاتون نے جیس نامی کھانا ایک بڑے پیالے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جب آپ
اپنے قبہ میں حضرت ام سلمہ کے ساتھ قیام پذیر تھے حضرت ام سلمہ نے پیٹ بھر کر کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اس پیالے کو قبہ سے باہر لے گئے اور آپ کے منادی کی آواز پر تمام موجود اہل خندق نے بسک کہا اور اس
دعوت نبوی سے پیٹ بھر کر مستفید ہوئے جبکہ معجزاتی طور سے پیالہ کا کھانا پورا کا پورا موجود و باقی رہا۔

غزوہ خندق کے دوران قیام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خندق کے ایک شکاف کی طرف برابر جاتے اور اس کی حفاظت فرماتے تھے۔ جب آپ کو ٹھنڈک تکلیف
پہونچانے لگتی تو واپس آجاتے اور حضرت عائشہ اپنی گود کی گرمی سے ٹھنڈک کو دور کرتیں۔ حرارت پا کر آپ
پھر اسی شکاف کی طرف چلے جاتے اور اس کی نگرانی کرتے اور فرماتے کہ مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں پر اس زاویہ سے
حملہ ہو جائے۔ ایک رات آپ حضرت عائشہ کی گود کی گرمی سے رات کی سردی دور کر رہے تھے کہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کاش آج کوئی مرد صالح میری حفاظت و نگہداشت کرتا۔ فرماتی ہیں کہ جیسے
ہی میں آپ کی بات سنی ویسے ہی لوہے کے بچنے اور ہتھیاروں کے کھڑکنے کی آواز آئی۔ آپ کے استفسار
پر معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص زہری مدد دولت پر حاضر ہیں۔ آپ نے ان کو اس شکاف کی حفاظت
کرنے کا حکم دیا اور آرام سے سو گئے۔ حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں اس رات اور اس کی بات کو ہمیشہ عزیز
رکھتی ہوں لہذا ظاہر یہ واقعہ حضرت ام سلمہ کے قیام سے قبل کا معلوم ہوتا ہے اور خندق سے اپنی غیر حاضری
کے دوران حضرت عائشہ نے بنو عارضہ کی گڑھی میں قیام کیا تھا اور وہاں ایک بار حضرت سعد بن معاذ کو ایک
چھوٹی زرہ میں ملبوس دیکھ کر میدان جنگ کی طرف رواں دواں پایا تو ان کی والدہ ماجدہ سے کہا کاش ان کی
زرہ ان کے پورے جسم کو ڈھانک لیتی مگر قصائے الہی کہ اسی کے سبب وہ زخمی ہو گئے اور پھر شہادت
پائی لہذا۔ حضرت زینب بنت جحش کے قیام خندق کے مذکورہ بالا حوالہ کے سوا اور کوئی تفصیل دستاب
نہ ہو سکی۔

دوسرے غزوات نبوی میں حضرت ام سلمہ کی شریکت سعادت کا جو حوالہ اور پرکڑا ہے اس کے مطابق زوجہ
نترمہ عمرہ حدیبیہ کے سفر مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ واقعی نے اس کی توثیق
کرتے ہوئے اضافہ کیا ہے کہ اس سفر سعادت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار خواتین مدینہ
منورہ سیم و شریک تھیں یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کے علاوہ حضرت ام عمارہ، حضرت ام مہج،

اور حضرت ام عامر بنو عبد اللہ (ؓ) تھیں۔ ان صحابیاتِ عالیات نے عمرہ حدیبیہ اور صلح حدیبیہ کے کئی واقعات بیان کیے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت ام سلمہ یہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ میں قیام پذیر ہو گئے تو آپ کی خدمتِ اقدس میں عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان آپ کے دو خزانہ علیفوں نے آپ کے لیے بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کا ہدیہ بھیجا۔ آپ نے ان کو دعائے برکت دی اور اونٹوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقسیم کیا گیا۔ حضرت ام سلمہ نے بھی ایک بکری کے گوشت سے تناول فرمایا۔ ہدیہ لے کر جو غلام آیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے علاقے کے حالات پوچھے تو اس نے بڑی فصیح و بلیغ زبان میں حالات سنائے جس سے آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو بہت تعجب آمیز خوشی ہوئی۔ اس نے آپ کے دستِ مبارک کو حصولِ برکت کے لیے بوسہ دیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کو دعائے برکت دی۔ وہ اس وقت سن رشد کو پہنچ چکا تھا اور بقول راوی خلافتِ ولید بن عبد الملک کے زمانے میں اپنی وفات تک اس کو اپنی قوم میں امتیاز حاصل رہا۔ ۱۱۱

اسی عمرہ حدیبیہ کے سفر مبارک کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے لکھے جانے کے بعد جب قریشی وفد کے اراکین چلے گئے، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قربانی کرنے کا حکم دیا لیکن مارے صدمہ اور غم کے کس نے بھی حکم نبوی پر اقدام نہیں کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخت غیظ و غضب کی حالت میں حضرت ام سلمہ کے پاس آئے جو آپ کی شریک سفر تھیں اور لیٹ گئے۔ حضرت ام سلمہ کے بار بار استفسار پر بھی آپ نے جواب نہ دیا اور آخر کار سارا ماجرا سنایا تو حضرت ام سلمہ نے آپ کو ستورہ دیا کہ آپ بنفس نفیس اپنی ہدی کی قربانی کریں لوگ آپ کی اقتدا کریں گے اور بالآخر ان کا کما بیع ہوا کہ مسلمانوں نے آپ کو قربانی کرتے دیکھ کر اتنی تیزی سے اپنی ہدی کی طرف بھاڑے کہ از دعام کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ دوسری صحابیات نے بھی بعض واقعات و سنن بیان کیے ہیں جب کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا بیان یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بال کے کنارے اپنے ہاتھ سے کاٹ کر قصر کا فریضہ ادا کیا۔ ۱۱۲

آیت تیمم کے ضمن میں محدثین کرام کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تشریف لے گئے اور اس میں حضرت عائشہ صدیقہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ بیداء یا ذات الجیش نامی مقام پر پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہ کا ہار ٹوٹ کر کچھ گیا۔ اس کی تلاش میں آپ نے پڑاؤ کر دیا اس مقام کے ارد گرد پانی دستیاب نہ تھا اور لوگ بھی تہی دست تھے۔ صحابہ کرام نے

اس کی شکایت حضرت ابوبکر سے کی اور حضرت ابوبکر حضرت عائشہ کے پاس زحرو تو بیخ کرنے پہنچے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زانوں میں مبارک کونیکہ بنائے سو رہے ہیں حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کو ڈانٹا بھی اور تھوڑا مارا بھی لیکن حضرت عائشہ نے حرکت نہ کی کہ مبادا آپ کی آنکھ کھل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کے محبت آگیں سلوک اور خدمت نبوی سے متاثر ہو کر تیمم کا حکم نازل فرمایا اور حضرت اسید بن حضیر نے برملا اس کا یوں اعتراف کیا کہ ”اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ تمہارے باب میں جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کے لیے باعث برکت بنا کر مسلمانوں کے لیے پیچھے کی راہ نکال دی۔“ حسن اتفاق کہ جب کویتح ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ کا گمشدہ ہار اسی اونٹ کے نیچے مل گیا جس پر وہ سفر فرما تھیں۔ ۱۸

سیرت نگاروں کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد ۳۹ھ میں غزوہ خیبر پہلا غزوہ تھا۔ جس میں کافی تعداد میں صحابیات بطور مجاہدات شریک ہوئیں بقول واقدی ان میں بیس خواتین شامل تھیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ ان میں سے ایک تھیں ۱۹ اس غزوہ کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ میں روانگی کا ارادہ کر لیا تو حضرت ام سنان اسلمیہ نے آپ کے ساتھ شرکت کی اجازت مانگی اور آپ نے ان کو اجازت دیتے ہوئے حضرت ام سلمہ کے ساتھ رہنے کی تاکید کی اور وہ ان ہی کے ساتھ رہیں اور ان ہی کے ساتھ مدینہ منورہ واپس بھی آئیں ۲۰

اسی سفر سعادت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی نئی نو بیوی اہلیہ حضرت صفیہ بنت جحش بھی خیبر سے مدینہ تشریف لائیں کہ ان کا نکاح غزوہ خیبر کے خاتمہ پر آپ کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حضرت صفیہ بنت جحش کی گرفتاری اور قید کے بعد آپ نے ان کی حفاظت کا حکم اپنے اصحاب کرام کو دیا اور پھر مدینہ واپس ہوتے ہوئے جب ایک منزل پر قیام فرمایا تو حضرت صفیہ کو اپنی روائے مبارک سے ڈھانک دیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے بخوشی قبول کر لی اور ان سے شادی کر کے ان کے ساتھ شب زفاف گزاری اور پھر ان کو واپس ساتھ مدینہ منورہ لائے جہاں دوسری ازواج مطہرات نے ان کے شایان شان ان کا استقبال کیا۔ جس کا ایک دلچسپ حصہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ کو جب نئی زوجہ عالیہ کی تشریف آوری کی خبر ملی تو انہوں نے حضرت ام سلمہ سے جو رسول اکرم کے ساتھ شریک غزوہ رہی تھیں حضرت صفیہ کے بارے میں حضرت بریرہ کے ذریعہ معلومات حاصل کیں اور پھر حضرت عائشہ نے بذات خود ان کا دیدار کیا۔ اس سلسلہ میں بعض اور اہم تفصیلات بھی ملتی ہیں۔ محدثین کرام نے حضرت صفیہ کی شادی کے بارے میں تھوڑا سا اختلاف کیا ہے کہ پہلے وہ حضرت حبیہ کلبی قبضہ میں آئی تھیں پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سردار

کی دختر ہونے کے سبب سات باندیوں کے بدلے اپنے نکاح میں لے لیا اللہ

اہل سیر و حدیث کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں بھی اور عمرہ قضا کے ”غزوہ“ میں بھی ان تمام صحابہ کرام اور صحابیات عالیات کو لازمی طور سے شامل فرمایا سوائے ان شہدائے کرام کے جنہوں نے غزوہ خیبر میں سرفرازی پائی تھی ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہؓ اس میں شریک تھیں کہ وہ عمرہ حدیبیہ کے سفر کی ایک محترم شریک تھیں۔ حالانکہ واقدہ کے ایک گزشتہ حوالہ میں عمرہ القضیہ کا ذکر نہیں پایا جاتا اور دوسری روایات حدیث و تاریخ میں بھی کسی ام المؤمنین کی شرکت کا حوالہ نہیں ملتا۔ البتہ ایک اہم واقعہ کا ذکر صریح ضرور ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی سفر مبارک کے خاتمہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدود حرم میں احرام کھولنے کے بعد اپنی آخری زوجہ ماجدہ حضرت میمونہ بنت حارث ہلالی سے نکاح کیا تھا اور مکہ مکرمہ کے کنارے مقام سرف پران کے ساتھ شب زفاف گزاری اور پھر ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آئے تھے ۲۳

فتح مکہ کے عظیم الشان غزوہ اور اہم ترین سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی کی شرکت وہم رکابی کا صریح ذکر کم ملتا ہے لیکن کئی حوالے بتاتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ اس سفر نبوی میں بھی مصاحبت نبوی سے سرفراز ہوئی تھیں اور انہوں نے ہی نبق العقباء کے مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات ابوسفیان بن حارث ہاشمی اور عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی کی سفارش کی تھی اور ان کی توبہ قبول کر کے ان کو داخل اسلام کیا تھا ۲۴ حضرت ام سلمہؓ سے ہی مخزومی عورت کی چوری کے سلسلہ میں سفارش کی گئی مگر انہوں نے ناجائز سفارش کرنے سے انکار کر دیا۔ ۲۵ ظاہر ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ غزوہ فتح مکہ کے علاوہ غزوات حنین واد طاس و طائف میں بھی شریک تھیں۔ امام بخاری کی روایت ہے کہ طائف کے محاصرہ کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت ام سلمہؓ کے پاس پہنچے تو ان کے پاس ایک مختنت بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے حضرت ام المؤمنین کے بھائی حضرت عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا کہ اگر طائف کل فتح ہو جائے تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا کہ جب سامنے آتی ہے تو اس کے شکم میں چار اور پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ شکمیں پڑتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام بد لگام سنا تو امات المؤمنین کے پاس معنوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا ۲۶۔ ان غزوات کے خاتمہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جحرانہ کے مقام پر قیام فرما کر اموال غنیمت تقسیم کیے۔ حضرت ام سلمہؓ آپ کی محبت میں تھیں۔ اس موقعہ کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ میں پانی منگوایا، اپنے دست مبارک دھوئے، کھلی کی اور منہ دھویا پھر حضرات ابو موسیٰ اشعر

و بلاں حبشی بھڑکوا سے پیٹنے اور چہروں و ہنسیوں پر ملنے کا حکم دیا جس کی انہوں نے تعمیل کی۔ وہ پانی استعمال کر رہے تھے کہ حضرت ام سلمہ نے پردے کے پیچھے سے فرمایا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ چھوڑ دو چنانچہ انہوں نے ام المؤمنین کے لیے بھی تھوڑا سا پانی بچا دیا ۱۷۷

فتح مکہ کے ضمن میں واقعی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہ کے ساتھ دوسری زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ بھی تھیں اس کے مطابق حضرت ابو رافع نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حجون نامی مقام پر چرمی خیمہ لگایا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قیام فرمایا اور آپ کے ساتھ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ بھی تھیں ۱۷۸ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت میمونہ بھی ان چاروں غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ تھیں فتح مکہ کے غزوہ کے دوران حضرت ام سلمہ کی موجودگی اور کارکردگی کا ایک حوالہ واقعی نے مزید یہ دیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار گیسوؤں (منفائر) کو ذوالخلیفہ کے مقام پر گوندھا تھا اور آپ نے ان کو فتح مکہ اور قیام مکہ تک نہیں کھولا اور جب حنین کی طرف کوچ کا ارادہ فرمایا تو ان کو کھولا اور حضرت ام سلمہ نے ان کو بیری کے پانی سے دھویا ۱۷۹

واقعی نے غزوہ طائف کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب الایکہ میں قیام پذیر ہوئے تو آپ کی ازواج مطہرات میں سے دو حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب ساتھ تھیں اور آپ نے ان دونوں کے لیے دو قبے لگوائے اور پورے محاصرہ طائف کے دوران ان دونوں قبوں کے درمیان نمازیں ادا کرتے رہے اور یہ پورا عرصہ اٹھارہ یا انیس دنوں پر محیط تھا ۱۸۰

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عظیم غزوہ تبوک میں شرکت و صحبت کی سعادت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نصیب میں آئی تھی۔ واقعی کے مطابق حضرت عریاض بن ساریہ کا بیان ہے کہ سفر و حضر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی درباری کرتا تھا ہم تبوک میں قیام پذیر تھے کہ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ضرورت سے گئے پھر منزل بنوی کی طرف واپس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کچھ مہمان رات کا کھانا کھا چکے تو آپ قبہ میں داخل ہونے والے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ تھیں کہ ہم تین آدمی۔ عریاض بن ساریہ، جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن مغفل مزی۔ بھوکے ہونے اور آپ نے بڑی کدو کاوش کر کے ہمارے لیے کھجوریں فراہم کیں اور معجزہ نبوی کے سبب ان میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم سیر ہو گئے مگر وہ باقی بچ رہیں اگے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غاروں خاص کر نماز تہجد اور خطبہ وغیرہ کا بھی دلائل و بیان پیش کیا ہے۔